کیا توبہ سے قبل تعلقات رکھنے والی بیوی کو طلاق دینے پر گناہ ہوگا ؟

هل يأثم بطلاق زوجته التي كان لها علاقات سابقة قبل التوبة

[أردو - اردو - urdu]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

IslamHouse.com

کیا توبہ سے قبل تعلقات رکھنے والی بیوی کو طلاق دینے پر گناہ ہوگا ؟

میں نوجوان ہوں اور تین برس قبل میں نے اپنے سے ایك برس چھوٹی بیوی سے شادی کی، الحمد للہ میری اس سے دو برس کی بیٹی بھی ہے، مشکل یہ ہے کہ ہمارے درمیان ابھی تك سمجھوتہ نہیں ہے، ہمارا ہمیشہ آپس میں تصادم ہی رہتا ہے کیونکہ وہ بہت غصہ والی ہے، اور اکثر اسے کوئی چیز پسند نہیں آتی اور پھر وہ بہت زیادہ شکوی شکایت کرنے والی بھی ہے، اور میرے گھر والوں کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرتی.

اس پر مستزاد یہ کہ مجھے اس کے ماضی میں شك ہے کہ وہ شادی سے قبل یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے عرصہ میں سگرٹ نوشی کرتی اور نائٹ کلب جانے والوں میں شامل تھی، اس نے شادی سے قبل میرے سامنے اس کا اعتراف بھی کیا تھا، اور یقین کے ساتھ کہنے لگی کہ ان امور سے تجاوز نہیں ہوا.

لیکن ایك برس قبل اچانك مجھے اس کے ذاتی کاغذات میں سے ایك میڈیکل سرٹیفکیٹ ملا (اس کی تاریخ شادی سے ایك برس قبل کی ہے) جس میں اسے کنوارہ ثابت کیا گیا ہے، میں نے اسے اس کے بارہ میں دریافت کیا اور اس سے اس سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی وجہ دریافت کی کہ اگر وہ اپنے کنوارہ ہونے میں شك نہیں رکھتی تھی تو پھر وہ ڈاکٹر سے یہ رپورٹ لینے کیوں گئی ؟

اس نے جواب دیا: کہ اس کی کچھ سہیلوں نے یہ کہا کہ ایسا کرنا روٹین کی بات ہے جو لڑکی اس لیے کرتی ہے کہ کہیں رخصتی کی رات کچھ خاوند حضرات مشکل کھڑی کر دیتے ہیں اس سے بچنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے، لیکن میں مطمئن نہ ہوا، حالانکہ مجھے اس کے کنوارہ ہونے کا یقین تھا لیکن اس کے باوجود میں شك میں پڑا رہا.

آپس میں مشکلات کی کثرت اور سمجھوتے میں صعوبت ہونے کے ساتھ ساتھ شك کی بنا پر میں حقیقی طور پر اسے طلاق دینے کے بارہ میں سوچنے لگا تا کہ فتنہ و خرابی سے اجتناب کر سکوں اور اپنے اور اس پر رحم کروں.

میرا سوال یہ ہے کہ: کیا ہر حال میں طلاق حرام ہے یا حلال، اور اگر اس حالت میں طلاق دیتا ہوں تو کیا گنہگار شمار کیا جاؤنگا ؟

برائے مہربانی شافی جواب سے نوازيں، اور آپ كے وسعت صدر سے سوال قبول كرنے پر آپ كا شكريہ.

الحمدللہ:

اول:

اصل ميں طلاق مقصود شريعت كے خلاف ہے، كيونكہ شريعت تو چاہتى ہے كہ خاوند اور بيوى آپس ميں محبت و الفت كے ساتھ ايك ہى گھر ميں رہيں، اور پھر اللہ سبحانہ وتعالى نے اس الفت ومحبت كو لوگوں پر بطور احسان اور نعمت ذكر كيا ہے، اور اسے اللہ سبحانہ و تعالى كى نشانيوں ميں بنايا ہے، اس كے ساتھ ساتھ اس شادى كے نتيجہ ميں اولاد كا حصول بھى ہوتا ہے.

شرعى دلائل اس پر دلالت كرتے ہيں كہ خاوند اور بيوى كے مابين عليحدگى اور تفريق جادوگروں كے قبيح ترين افعال ميں شامل ہوتا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى نے جادوگروں كے بارہ ميں ذكر كرتے ہوئے فرمايا:

{ چنانچہ ان دونوں سے وہ ايسى چيز سيكھتے ہيں جو خاوند اور اس كى بيوى كے مابين جدائى ڈال ديتى ہے } البقرة.

اور پھر يہ عمل تو شيطانوں كے عظيم افعال ميں شامل ہوتا ہے جس سے وہ ابليس كا قرب حاصل كرتے ہيں.

جابر رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" بلاشبہ ابليس اپنا تخت پانى پر لگاتا اور پھر اپنے لشكر كو بھيجتا ہے، اور ان ميں شيطان كے سب سے زيادہ قريب مقام اور مرتبہ والا شيطان وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا اور عظيم فتنہ بپا كرنے والا ہو، ان ميں سے ايك شيطان آ كر كہتا ہے، ميں نے يہ كيا اور يہ كيا، تو ابليس كہتا ہے: تم نے كچھ بھى نہيں كيا، اور ايك شيطان آ كر كہتا ہے ميں نے اس وقت تك اس كو

نہيں چھوڑا جب تك اس كے اور اس كى بيوى كے درميان جدائى نہيں كرا دى، ابليس اسے اپنے قريب كرتا اور كہتا ہے ہاں تم نے كام كيا ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (٢٨١٣).

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اصل ميں طلاق ممنوع ہے، يہ تو صرف بقدر ضرورت اور حاجت مباح كى گئى ہے " اھـ

ديكھيں: مجموع الفتاوى (٣٣ / ٨١).

ليكن اس كا معنى يہ نہيں كہ طلاق ممنوع يا حرام ہے بلكہ بعض اوقات طلاق واجب ہو جاتى ہے اور بعض اوقات مستحب يا پھر مباح يا مكروہ.

كچھ حالات ميں طلاق واجب ہو جاتى ہيں جن ميں سے چند ايك درج ذيل ہيں:

اگر طلاق كا كوئى ايسا سبب ہو جس كى بنا پر ازدواجى زندگى تباہ ہو رہى ہو، مثلا بيوى كا اپنى عزت و شرف كى حفاظت ميں سستى و كاہلى سے كام لينا.

يا پھر آپس ميں اختلافات ہونے كى صورت ميں آپس ميں اصلاح كى صورت نكلنا ناممكن ہو اور اس كى اصلاح سے عاجز ہو جائے.

يا پھر خاوند ميں كوئى ايسا عيب پايا جاتا ہو جس كى بنا پر ازدواجى زندگى بسر كرنا مشكل ہو يعنى وہ عيب ازدواجى زندگى ميں حائل ہو جائے اور ازدواجى تعلقات قائم نہ كيے جا سكيں، مثلا خاوند بانجھ ہو، اور بيوى عفت و عصمت چاہتى ہو.

ان حالات ميں طلاق واجب ہو جائيگى، اور اسى طرح اگر خاوند اپنى بيوى كو اچھے طريقہ سے نہيں ركھتا اور اللہ تعالى نے اس پر جو بيوى كے حقوق واجب كيے ہيں ا نكى ادائيگى نہيں كرتا تو بھى طلاق واجب ہو جائيگى.

اور طلاق كئى حالت ميں مستحب ہوتى ہے جن ميں سے چند ايك درج ذيل ہيں:

اگر طلاق کا سبب اور باعث بیوی کا برا اخلاق ہو، اور بیوی اپنے خاوند کو تکلیف و اذیت سے دوچار کرتی ہو، یا پھر خاوند کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو زبانی یا بالفعل اذیت دینے کا باعث بنتی ہو، یا پھر طلاق کا سبب بیوی کا خاوند سے نفرت کرنا ہو.

اور طلاق مباح ان حالات میں ہوگی:

خاوند اس بیوی کے علاوہ کسی دوسری بیوی سے شادی کرنا چاہتا ہو اور ایك سے زائد بیوی رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو پہلی بیوی کو طلاق دینا مباح ہے، یا پھر طبعیت میں نفرت ہو جائے.

طلاق مکروہ ان حالات میں ہوگی:

اگر بیوی کی حالت اور اخلاق صحیح ہے، اور ان کی الاد بھی ہے جن کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو، یا پھر بیوی اپنے ملك اور علاقے سے دور اور اجنبی ہو.

دوم:

عزیز بھائی: ہمیں تو آپ پر بہت تعجب ہوا ہے کہ آپ کا کہنا ہے:

آپ کی بیوی نے اعتراف کیا ہے کہ وہ شادی سے قبل نائٹ کلب جاتی رہی ہے، اور اس کی توبہ کرنے کے بعد آپ نے اسے قبول کر لیا، اور پھر آپ کو جب اس کے کنوارہ ہونے کا سرٹیفکیٹ نظر آیا تو آپ اس سے ناراض ہو رہے ہیں!

بلکہ اس سے تو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کی بات صحیح ہے کہ وہ بڑی فحاشی کے کام میں نہیں پڑی، اور وہ اس میں بھی سچی ہو سکتی ہے کہ اس نے تو اپنا چیك صرف اس لیے کرایا تا کہ سہاگ رات وہ اپنا کنوارہ پن ثابت کر سکے.

بہر حال: اگر آپ نے اس کی توبہ اور اس کی بات کو قبول کر لیا ہے کہ اس نے اپنی جاہلیت کو پیچھے پھینك دیا اور توبہ کر لی ہے تو پھر سرٹیفکیٹ دیکھ کر آپ کا نظریہ تبدیل نہیں ہونا چاہیے، جس کے بارہ میں ہم سب سے بری حالت میں یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسع رصہ میں فساد و فتنہ اور غلط جگہوں پر جانے والوں میں شامل رہی ہے.

اور اگر آپ کو اب بھی اس کی توبہ اور سچائی میں شك ہے اور رہےگا، اور آپ دیکھتے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ صحیح طرح نہیں رہ سکتے، اور اس کے ساتھ رہتے ہوئے شك آپ کو تنگ کرتا رہےگا، خاص کر خاندانی مشکلات کی موجودگی میں، اس صورت میں ہماری رائے تو آپ کو یہی ہے کہ آپ اسے طلاق دے دیں اور اس سے اچھا سلوك کریں، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے آپ کو حکم دیا ہے:

{ یا تو اچھی طرح رکھو، یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو }البقرة (٢٢٩).

ہماری اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ دونوں کو اپنی وسعت و فضل سے غنی کر دے، اور آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے، اور اسے بھی آپ سے بہتر خاوند عطا کر کے نعم البدل سے نوازے.

واللہ اعلم .